اور یہ رحمت خصوصی کے امیدوار ٹھہرے۔ مرد اور عورت ایک دوسرے کے لئے سہارا ہیں۔ محض معاشرتی سہارا نہیں بلکہ سیاسی بھی۔ سیاسی طور پر مردوں اور عورتوں ایک دوسرے کو سپورٹ کرنا چاہیے۔

## وامرھم شوریٰ بینھم

اور مسلمانوں کا کام آپس کے مشورے سے چلتا ہے۔

ظہورِ اسلام سے قبل عورتوں کے معاشرتی اور سیاسی حقوق نہ تھے۔ ان کی کوئی عزت اور وقعت نہ تھی۔ انہیں کمزور اور ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اسلام نے عورت کو مرد کے مساوی حقوق دیئے۔ حجۃ الوداع کے خطبہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''عورت کے ساتھ بھلائی کرو وہ تمہاری مددگار ہیں''

ہمارے سیاست دانوں کو چاہیے تھا ملک میں شریعت کا نفاذ کرتے خواتین کو بغیر کسی مطالبہ کے ان کے حقوق ادا کرتے لیکن افسوس ہے ہمارے سیاست دانوں نے آپ ﷺ کی مدنی زندگی سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ سیاست دین فروشی ایمان فروشی ضمیر فروشی کا نام ہوگیا ہے، اسمبلی میں پہنچ کر صرف اپنی قیمت وصول کی جاتی ہے کسی نے کہا ہے:

بکنے پر جب آہی گئے تھے تو اونچے مول تو بکتے ہم
ہم کو ہمارے رہبر لیکن ارزاں بیچ کے آئے ہیں!

اسلام عورت کو ووٹ کا حق دیتا ہے، سورہ الممتحنہ کی آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

''اے پیغمبر جب تمہارے پاس مومن عورتیں آئیں تو ان سے اس بات پر بیعت لیں کہ اللہ کے ساتھ نہ تو شرک کریں گی نہ چوری کریں گی، نہ بدکاری کریں گی، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، نہ اپنے عمل سے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان باندھ لائیں گی نہ نافرمانی کریں گی، تو ان سے بیعت لیجئے اور ان کے لئے بخشش مانگو۔ بے شک اَللہ بخشنے والا مہربان ہے''

اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان عورتوں کی (جو ہجرت کر کے آئیں) جانچ کی بجائے، اُن کا جانچنا یہی ہے کہ جو احکام اِس آیت میں ہیں وہ قبول کرلیں یہ ''آیت بیعت'' کہلاتی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے پاس جو عورت بیعت کرتی تھی تو یہی اقرار لیتے تھے۔ لیکن بیعت کے

وقت کبھی کسی عورت کے ہاتھ نے آپ کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔ چھوا نہیں یہاں عربی کا لفظ ''بیعت'' استعمال ہوا ہے اور بیعت ہمارے موجودہ دور کے انتخابات سے زیادہ جدید عمل نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ محض اللہ عزوجل کے رسول ہی نہ تھے بلکہ وہ ریاست کے سربراہ بھی تھے، عورتیں آپ کے پاس آئیں اور وہ آپ کے سربراہ ہونے پر راضی ہوئیں۔

آج بیعت لینا مشکل کام ہے لوگوں کی تعداد بہت ہے لہٰذا ووٹ کے ذریعہ رائے لے لی جاتی ہے یہ بھی بیعت کی طرح ہے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے:

> ''انتخابات میں ووٹ کی شرعی حیثیت کم از کم ایک شہادت کی ہے، جس کا چھپانا بھی حرام ہے اور اس میں جھوٹ بولنا بھی حرام ہے۔ اس کو محض ایک سیاسی ہار جیت اور دنیا کا کھیل سمجھنا بڑی بھاری غلطی ہے۔ آپ جس امیدوار کو ووٹ دیتے ہیں شرعاً آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص اپنے نظریئے، اپنے علم و عمل اور دیانتداری کی رو سے اس کام کا اہل اور دوسرے امیدواروں سے بہتر ہے، جس کام کے لئے انتخابات ہو رہے ہیں۔ اس حقیقت کو سامنے رکھیں تو اس سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:

① آپ کے ووٹ اور شہادت کے ذریعے جو نمائندہ کسی اسمبلی میں پہنچے گا وہ اس سلسلے میں جتنے اچھے یا برے اقدامات کرے گا ان کی ذمہ داری آپ پر بھی عائد ہوگی۔ آپ بھی اس کے ثواب یا عذاب میں شریک ہوں گے۔

② اس معاملے میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ شخصی معاملات میں کوئی غلطی بھی ہو جائے تو اس کا اثر بھی شخصی اور محدود ہوتا ہے، ثواب و عذاب بھی محدود۔ قومی اور ملکی معاملات سے پوری قوم متاثر ہوتی ہے۔ اس کا ادنیٰ نقصان بھی بعض اوقات پوری قوم کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے۔ اس لئے اس کا ثواب و عذاب بھی بڑا ہے۔

③ سچی شہادت کا چھپانا از روئے قرآن کریم حرام ہے۔ اس لئے اگر آپ کے حلقہ انتخاب میں اگر کوئی صحیح نظریئے کا حامل اور دیانت دار نمائندہ کھڑا ہے تو اس کو ووٹ نہ دینا گناہ کبیرہ ہے۔

④ جو امیدوار نظام اسلامی کے خلاف کوئی نظریہ رکھتا ہے اس کو ووٹ دینا ایک جھوٹی شہادت ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔

⑤ ووٹ کو پیسوں کے معاوضے میں بیچ دینا بدترین قسم کی رشوت ہے اور چند ٹکوں کی خاطر اسلام اور ملک سے بغاوت ہے۔ دوسروں کی دنیا سنوارنے کے لئے اپنا دین قربان کر دینا چاہئے کتنے ہی مال و دولت کے بدلے میں ہو کوئی دانش مندی نہیں ہوسکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ شخص سب سے زیادہ خسارے میں ہے جو دوسروں کی دنیا کے لئے اپنا دین کھو بیٹھے۔ (جواہر الفقہ، مکتبہ دار العلوم کراچی، ج ۲، ص ۳۰۰۔۳۰۱)

اسلام عورت کو ووٹ دینے کا حق دیتا ہے۔ ہر خاتون کو سیاسی جماعت بنانے اور کسی بھی سیاسی جماعت میں شمولیت کا حق دیا گیا ہے۔ عورت قانون سازی میں حصہ لے سکتی ہے۔ جو حق اسلام نے دیا ہے ہم اس سے دست بردار نہیں ہوسکتے۔

واقف وہ نہیں ہے تو زمانے کو بتا دو ہم حق کے لئے دار پہ سو بار چڑھے ہیں!

قرآن کریم میں سورہ نساء کے مطابق حکم دیا گیا ہے:

"اور اگر تم ایک عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت کرنی چاہو اور پہلی عورت کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اُس میں سے کچھ مت لینا، کیا ناجائز طور پر اور صریح ظلم سے اپنا مال اُس سے واپس لوگے؟"

مطلب یہ کہ ایک ادنیٰ عورت بھی سربراہ پر اعتراض کرسکتی ہے۔

عورتوں نے میدان جنگ میں بھی حصہ لیا۔ صحیح بخاری میں عورتوں کے میدانِ جنگ کے حالات کے متعلق ایک پورا باب ہے۔

عورتوں نے پانی پلایا، انہوں نے مجاہدوں کو ابتدائی طبی امداد دی اور حضرت نصیبہ رضی اللہ عنہا کا نام خاص طور پر لکھا گیا ہے کہ جو ان اصحاب میں شامل تھیں۔ جنہوں نے جنگ احد میں آپ کو ڈھال مہیا کی۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ:

مرد عورتوں کا محافظ ہے۔ لہٰذا عام حالات میں عورتوں کو میدان جنگ میں نہ جانا چاہئے، کیونکہ ہر مرد کی ذمہ داری ہے لہٰذا صرف اشد ضرورت کے موقع پر انہیں میدان جنگ میں حصہ لینا چاہئے۔

تم فرائض سے غافل نہ ہونا کبھی یہی پہچان ہے زندہ اقوام کی!

سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

''اور عورتوں کے لئے دستور کے مطابق اسی طرح حقوق ہیں جس طرح دستور کے مطابق ان پر ذمہ داریاں ہیں۔ ہاں! مردوں کے لئے ان پر ایک درجہ ترجیح کا ہے''

اسلام عورتوں کو اسی وقت میدان جنگ میں حصہ لینے کی اجازت دیتا ہے، جب اُن کی ضرورت ہو لیکن اس صورت میں چاہئے کہ وہ اپنا حجاب، اسلامی حدود و قیود اور اپنی شرم و حیا کا خیال رکھیں۔

آپ ﷺ خواتین سے مشورہ بھی کیا کرتے تھے۔ جیسے صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معاہدہ سے خوش نہیں تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا، انہوں نے آپ کو احرام کھولنے کی رائے دی، جب آپ ﷺ نے اُس پر عمل کیا تو تمام صحابہ بھی عمل کرنے لگے۔ لہٰذا خواتین سے خواتین کے معاملات پر خصوصاً اور دیگر معاملات میں عموماً مشورہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ سے مشورہ کیا کہ عورت اپنے شوہر کے بغیر کتنے عرصہ رہ سکتی ہے، انہوں نے کہا چار ماہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوجیوں کے لئے قانون سازی کر دی کہ ایک فوجی کو ہر چار ماہ بعد گھر جانے کے لئے چھٹی دی جائے گی تا کہ وہ گھر جا کر بیوی کے حقوق زوجیت ادا کرے، لہٰذا حکومت کی ذمہ داری ہے خواتین کے مسائل میں خواتین سے رہنمائی و مشورہ لے کر قانون سازی کی جائے، اگر خواتین سیاست میں حصہ نہ لیں، تو خواتین کے حقوق اور اُن کے مسائل کی بخوبی نشاندہی نہیں ہو سکتی ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ ﷺ سے ہمیں مکمل رہنمائی حاصل ہوتی ہے، جس کا شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے خواتین کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔

جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد!

# خواتین کا مقام

# سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

مریم

ایم۔اے اسلامک اسٹڈیز سال اوّل

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کردے

اسلام ایک مکمل دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ ہم تک پہنچایا ہے۔ اسلام میں ہر چیز کے ساتھ عدل و انصاف روا رکھا گیا ہے خواہ وہ انسان ہو یا حیوان کوئی جاندار ہو یا بے جان کسی کی بھی حق تلفی نہیں کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اسے کائنات میں سب سے اعلیٰ مقام و مرتبہ عطا فرمایا، اسلام نے مردوں اور عورتوں کو برابری کا درجہ عطا فرمایا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

تم میں جو زیادہ متقی ہے وہ زیادہ معزز ہے۔

اسلام کے عطا کردہ حقوقِ نسواں کی تاریخ درخشاں روایات کی امین ہے روزِ اوّل سے اسلام نے عورت کے مذہبی، سماجی معاشرتی، قانونی، سیاسی اور انتظامی کردار کا نہ صرف اعتراف کیا، بلکہ حوصلہ افزائی کی ہے اور جملہ حقوق کی ضمانت بھی فراہم کی ہے۔

رحمۃ للعالمین ہادیٔ دوجہاں، سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا جو ابر کرم روئے زمین پر برسا اس نے یوں تو ہر خاص و عام کو فیض پہنچایا اور ہر خشک و تر کو سیراب کیا مگر سب سے زیادہ فیض ان لوگوں کو پہنچا جو معاشرے میں دبے ہوئے مظلوم اور حقوق سے محروم تھے مثلاً غرباء، یتامی، غلام اور خواتین ان سب طبقوں کو اسلام نے بلند مقام عطا فرمایا حقیقت یہ ہے کہ طبقہ اناث کو جو فیض اور برکات اسلام نے عطا کیں وہ صرف اسلام ہی کا خاصہ ہے کوئی دوسری تہذیب وتمدن یا مذہب اس کا عشر عشیر بھی عورت کو نہ دے سکا ہے۔

سامعین کرام اسلام نے عورت کو عورت سمجھ کر اس کی فطرت کے مطابق ذمہ داریاں سونپیں، عورت نسب انسانیت کے مترادف ہے، اگر مرد انسانیت کے ایک حصے کی ترجمانی کرتا ہے تو دوسرے حصے کی عورت ترجمان ہے۔

اسلام نے عورت پر سب سے پہلا احسان یہ کیا کہ عورت کی شخصیت کے بارے میں مرد و عورت دونوں کی ذہنیت کو بدلا انسان کے ذہن و قلب میں عورت کے وقار، مقام و مرتبہ کا تعین کیا اس کے شخصی، تمدنی اور معاشی حقوق کا تخیل جاگزیں کیا۔ قرآن کی سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱، میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> اللہ نے تمہیں ایک مرد انسان (حضرت آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو بنایا۔

اس لئے انسان ہونے میں مرد و عورت سب برابر ہیں یہاں مرد کے لئے اس کی مردانگی باعث شرف ہے نہ عورت کے لئے اس کی نسوانیت باعث عار، لفظ ''انسان'' مرد و عورت دونوں پر مشتمل ہے۔ محسن انسانیت نبی کریم ﷺ نے عورت کو ماں کی حیثیت سے وہ بلند مقام و مرتبہ عطا فرما دیا ہے، جہاں خود مرد اس کے سامنے سر فگندہ اور دم بھرتے نظر آتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے تو یہاں تک ارشاد فرما دیا ہے کہ:

> جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔
>
> ایک اور موقع پر رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ پاک ہے کہ:
>
> اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام قرار دے دیا ہے۔
>
> دراصل ماں کی نافرمانی مامتا کی احسان فراموشی ہے جس تکلیف کو برداشت کرتے ہوئے اس نے اپنی اولاد کی پرورش کی اور خالص انسانی محبت کے پیش نظر اتنی مشقت اٹھائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے درجات کو بھی بلند فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ تمام مخلوقات انسانی میں سب سے زیادہ ماں کو برتری حاصل ہے۔

اسلام نے عورت کی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا جہاں دوسرے معاشروں نے عورت کو تعلیم کے حق سے بالکل محروم رکھا اور عورت کو ازلی و ابدی برائی سے منع کیا ہے اور گناہ کا سرچشمہ قرار دیا